اے عشق ترے ہیں کھیل عجب

دُرِ ثمن بلال

وہ کمالِ ہنر یوں بھی کرتا گیا
زخم دیتا گیا زخم بھرتا گیا
دُور اُس کی نگاہوں سے منزل ہوئی
جادۂ عشق میں جو بھی ڈرتا گیا
رات پھولوں پہ شبنم برستی رہی
رنگ پھولوں کے رخ کا نکھرتا گیا

عشق، محبت، چاہت، پیار ایک جذبے کے کتنے اظہار ...یہ جذبہ ہر کسی کے دل میں پنپ سکتا ہے بشرطیکہ دل کا ظرف وسیع اور خلوص کے موتیوں سے مرصّع ہو، زیرِ نظر کہانی اسی جذبے کے اتار چڑھاؤ کو بے حد متاثر کُن انداز میں قاری کو ایک نئی سوچ سے روشناس کراتے ہوئے بڑھتی ہے۔

عشق کے آفاقی جذبے کو ایک نئے انداز میں بیان کرتی دلکش تحریر

قسط: 3
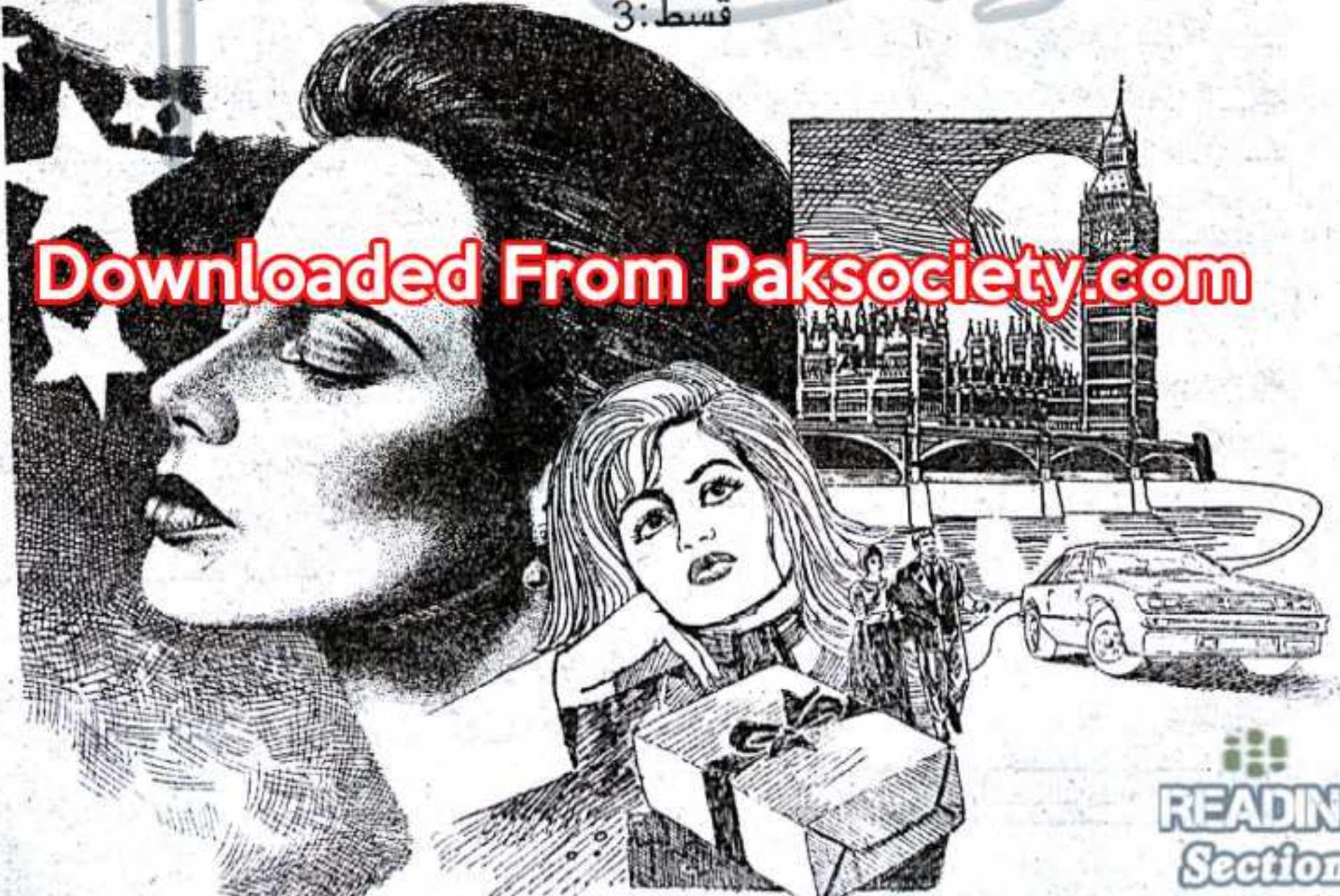
"ایکسیلینٹ آپ جیسا پاستا کوئی نہیں بنا سکتا..... حتیٰ کہ ہمارا بٹلر بھی نہیں..... دو سال کے بعد آپ کے ہاتھ کا پاستا کھا رہا ہوں..... really its very delicious" اقصم بڑی رغبت سے پاستا کھا رہا تھا اور تقریباً سارا باؤل خالی کر چکا تھا۔ اس کے سامنے بیٹھی مناب اس کی تعریف پر مسکرا دی۔

"تمہیں اتنا اچھا پاستا کھلایا ہے اب مجھے بھی اس کے بدلے میں کچھ چاہیے۔" مناب کی بات پر چند لمحے وہ خاموش رہا۔

"میرا دل تو لے چکی ہیں اب اور کیا چاہیے؟" اس نے دل کی آواز کو نظر انداز کرتے ہوئے مناب سے پوچھا۔

"کیا.....؟"

"میں اتنے مہینوں سے انگلینڈ میں ہوں..... پہلی بار تمہارے اپارٹمنٹ میں آئی ہوں..... اگلے مہینے مجھے واپس پاکستان چلے جانا ہے..... اور تم مجھے ایویں ٹرخا کر یہاں سے بھیجنا چاہتے ہو؟"

"کیا مطلب..... میں کچھ سمجھا نہیں؟"

"سمپل، اتنا عرصہ ہو گیا ہے یہاں کی ہنگامہ خیز زندگی نے اتنا مصروف کر رکھا ہے کہ کبھی تمہیں گٹار بجاتے ہوئے کبھی تمہیں گاتے ہوئے نہیں دیکھا..... آخری بار تم نے میری اینگیجمنٹ پہ..... گٹار بجاتے ہوئے Ronan keating کا خوب صورت سونگ سنایا تھا سچ میں بہت انسپائر ہوئی تھی۔"

"او کے، نو پرابلم..... میری بیماری میں جتنا آپ نے میرا خیال رکھا ہے اس کے بدلے بس یہ فرمائش بہت چھوٹی ہے....." اقصم مسکراتے ہوئے صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں نے کبھی بڑی، بڑی خواہشیں نہیں کیں۔ مجھے چھوٹی، چھوٹی چیزوں سے ہی خوشیاں مل جاتی ہیں۔"

"جانتا ہوں میں..... اور ولی بھائی کی خوش نصیبی پر رشک آتا ہے مجھے۔" اقصم کی بات پر ٹیبل سے برتن اٹھاتی مناب مسکرا پڑی..... ولی کے ذکر پر اس کے لب ایسے ہی مسکرانے لگتے تھے۔

اسے ولی کے لیے خوش ہوتا دیکھ کر اقصم کے دل میں ایک آگ سی بھڑک اٹھتی تھی..... وہ مرے، مرے قدموں سے روم میں گیا اور گٹار اٹھا لایا..... تب تک مناب بھی برتن سمیٹ کر دوبارہ لاؤنج میں آچکی تھی..... اقصم صوفے پر بیٹھا گٹار کے تاروں کو چھیڑنے لگا۔ مناب اس کے سامنے سنگل صوفے پر پاؤں اوپر کیے ریلیکس موڈ میں بیٹھ چکی تھی۔

گاہے بگاہے خاموش فضا میں کوئی سُر بکھر جاتا۔

بچپن سے ہی اسے گانے کا شوق تھا۔ ایچی سن میں جب وہ کالج لائف میں آیا تو اس نے باقاعدہ گٹار بجانا سیکھا تھا گھر میں یا فیملی میں کوئی بھی تقریب ہوتی..... اقصم سے گٹار بجانے اور گانا گانے کی فرمائش ضرور کی جاتی..... جس طرح وہ پڑھائی میں ہمیشہ ممتاز رہا تھا، اسی طرح وہ کالج میں بہترین سنگر کے طور پر بھی ہمیشہ فیمس رہا تھا..... یہاں آکسفورڈ اسٹریٹ آکر بھی وہ ایک میوزیکل ادارے "His master's voice" سے وابستہ تھا اور باقاعدہ میوزک کلاسز لیا کرتا تھا۔

اقصم نے گلا کھنکھارا..... "آج کل ارجیت سنگھ کو سننا اچھا لگتا ہے مجھے۔ اسی کا ایک سونگ سناتا ہوں شاید آپ نے سنا ہو۔" اب وہ پرا پر گٹار بجاتے ہوئے گانے لگا۔

"جب جب تیرے پاس میں آیا

اِک سکون ملا

جسے میں تھا بھولتا آیا

وہ وجود ملا

جب آئے غم کے موسم
تجھے یاد کیا......''
اقصم کی رومانٹک آواز اور گٹار کے سُروں نے مل کر ماحول میں سماں باندھ دیا تھا۔ اقصم کی آنکھیں بند تھیں......
اور اس کی آنکھوں میں مناب کا چہرہ بسا ہوا تھا۔ مناب کے ساتھ گزرا ہوا ایک، ایک لمحہ اقصم کی آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چل رہا تھا جبکہ اس کے سامنے بیٹھی مناب کی آنکھیں کھلی تھیں مگر اس کی آنکھوں میں ولی کی تصویر بسی ہوئی تھی......
ولی کے ساتھ منگنی کے بعد گزرا وقت...... گزرے لمحات...... اس کی آنکھوں کے پردوں پر ابھر رہے تھے وہ دھیرے، دھیرے جھوم رہی تھی اور اس کے دونوں ہاتھ تالی کے انداز میں بے آواز حرکت کر رہے تھے۔

''ایسا کیوں کر ہوا
جانو نہ میں جانو نہ
دل سنبھل جا ذرا
پھر محبت کرنے چلا ہے تو
دل یہیں رک جا ذرا
کیا ہے یہ سلسلہ؟
جانو نہ میں جانو نہ......''

جب اقصم نے گانا ختم کیا اور آنکھیں کھولیں تو مناب نے مسکراتے ہوئے اس کے لیے پُرزور تالیاں بجائیں۔
''واؤ...... سپرب...... مائنڈ بلوئنگ، بہت شاندار......'' مناب کی بے ساختہ تعریف پر اقصم مسکرا دیا۔
''آپ کی تعریف سن کر مجھے ایسا لگ رہا ہے میں کسی سنگنگ کمپی ٹیشن میں پرفارم کر رہا تھا۔'' مناب ہنسی۔
''ویسے چھوٹو تم میں لڑکیوں کو متاثر کرنے کی تمام خوبیاں موجود ہیں۔''
''اوریئلی...... ؟ مجھے نہیں پتا تھا، ویسے اس اطلاع کا شکریہ......'' اقصم نے گٹار ایک طرف رکھتے ہوئے شریر انداز میں جواب دیا۔
''بڑے گھنے ہو تم...... جیسے تمہیں تو پتا ہی نہیں ہے، آج سے دو سال پہلے نیبر زکی لڑکیوں سے لے کر ماموں کے فیملی فرینڈز کی لڑکیوں تک تم کتنے پاپولر تھے۔ یاد ہے ان میں ہر دوسری لڑکی تم سے فرینڈ شپ کرنا چاہتی تھی۔'' مناب نے اسے یاد دلایا۔
''وہ سب پرانی باتیں ہیں......'' اقصم مسکرایا...... وہ شاید جان بوجھ کر انجان بن رہا تھا یا مناب جان بوجھ کر اسے کرید رہی تھی کہ آج کل اس کی زندگی میں کون تھی کہ جس نے اقصم جیسے شوخ و شنگ نوجوان کو سنجیدہ بنا دیا تھا۔
''پرانی باتیں تو ہمیشہ یاد رہتی ہیں چھوٹو......''
''کبھی، کبھی ان کو بھول جانا ہی اچھا ہوتا ہے۔''
''کیا ہو گیا ہے تمہیں چھوٹو؟''
''کچھ نہیں ہوا مجھے...... آپ کو خواہ مخواہ وہم ہو گیا ہے۔'' اب وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
''اللہ کرے یہ میرا وہم ہی ہو۔'' مناب کا انداز جتانے والا تھا۔
''اوکے ویسے اب چھپانے تو تم مجھ سے بہت کچھ لگے ہو، یہ بھی بتا دو یہ پینے والا شوق کب ختم کر رہے ہو؟'' مناب کے کڑے تیور دیکھ کر وہ آہستگی سے مسکرا دیا...... اس کا انداز خالصتاً بیویوں جیسا تھا...... یا شاید اسے ایسا محسوس ہوا تھا۔
''چھوڑ دوں گا اگر آپ کہیں گی تو......''

''تو چھوڑ دو، میں کہہ رہی ہوں۔''
''او کے...... چھوڑ دوں گا۔''
''ایکسکیوزمی......'' اقصم گٹار اٹھا کر اپنے روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔
اسی اثنا میں ڈور بیل بجی...... مناب نے دروازہ کھولا تو جنید کو سامنے کھڑا پایا۔
وہ مسکراتا ہوا اندر آ گیا۔
مناب نے بھی مسکراتے ہوئے خوش دلی سے اسے اندر آنے کے لیے راستہ دیا۔
''الو، گھامڑ، اسٹوپڈ، بزدل اور دیوانہ عاشق کہاں ہے بائی داوے؟'' جنید اس سے حال احوال پوچھ کر اب اِدھر اُدھر دیکھتا اور صوفے پر بیٹھتے ہوئے اس کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔
''اسٹوپڈ، الو، بزدل، دیوانہ عاشق...... میں کچھ سمجھی نہیں؟'' مناب نے حیرت سے جنید کو دیکھا۔
''دیکھیں جو شخص کسی لڑکی کے عشق میں یکطرفہ طور پر مبتلا ہو کر اپنی عقل گنوا بیٹھے اسے غالباً...... یہی نام دینے چاہئیں...... نہیں؟'' جنید نے بے تکلفی سے ڈرائی فروٹ کھاتے ہوئے کہا جو سامنے ٹیبل پر رکھے تھے۔
''اوہ...... تو یہ بات ہے......'' مناب اب جنید کے سامنے صوفے پر بیٹھ چکی تھی۔
''اقصم نے آپ کو بتایا نہیں......؟'' جنید حیران ہوا۔
''نہیں...... حالانکہ بچپن سے لے کر آج تک وہ اپنی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی شیئر کیا کرتا تھا بس یہی بات چھپا گیا جو اسے سب سے پہلے مجھے بتانی چاہیے تھی۔'' مناب کے لہجے میں افسوس جھلک رہا تھا۔
''اینی وے، آپ بیٹھیں میں آپ کے لیے کافی بناتی ہوں۔'' مناب اٹھ کر کچن میں آ گئی اور کافی بنانے لگی...... مگر اس کا ذہن جنید کی بات میں اٹکا ہوا تھا۔ ''دیوانہ عاشق......؟'' اس نے زیرلب دہرایا اور کیبنٹ سے کافی کا جار اور کریم کا ڈبا نکالنے لگی۔
اقصم شیو کر کے لاؤنج میں آیا تو وہاں صوفے پر جنید کو بے تکلفی سے بیٹھے ہوئے پایا۔
''اوئے تو کب آیا......؟'' اقصم آگے بڑھا۔
''تو سنا الو کیسا ہے اب؟ ویسے تو یہ سوال کرنا ہی فضول ہے، وہ ایک ہی رات میں نظر آ گیا ہے مجھے...... جناب کو ذرا ہوش کیا آیا فوراً شیو بھی بنالی...... بھابی کو متاثر کرنے کا اور کوئی طریقہ نہیں تھا تیرے پاس؟'' جنید نے اقصم سے گلے ملتے ہوئے لتاڑا۔
''تین دن سے میں تیری دن رات خدمت کر رہا تھا...... اور تیرا بخار کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا...... مناب کے آتے ہی تو نے ایک ہی رات میں بستر چھوڑ دیا...... ماشاء اللہ۔ اے عشق تیرے ہیں کھیل عجب......'' جنید کے انداز پر اقصم مسکرا دیا۔
''تو جب بھی بولتا ہے الٹا سیدھا ہی بولتا ہے اور ہاں اسے بھابی کہہ کر مزید میرا دل مت جلایا کر...... تو جانتا ہے وہ تیری بھابی نہیں ہے۔'' اقصم اب سنجیدہ ہو چکا تھا۔
''اقصم تو عشق تو کر بیٹھا ہے پر تجھ میں اتنا دم نہیں ہے۔'' اب وہ دونوں صوفے پر بیٹھ چکے تھے۔
''مناب میری وہ محبت ہے، میری وہ خواہش ہے جسے میں نے اپنے دل کے نہاں خانوں میں چھپا کر رکھا ہے...... میں اسے کیسے عیاں کروں جبکہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ میرا مقدر نہیں، میری قسمت کی لکیروں میں کہیں نہیں ہے وہ۔'' اقصم کے لہجے میں افسردگی تھی۔
''وہ کبھی، کبھی انسان اپنی قسمت خود بناتا ہے جو چیز آسانی سے حاصل نہ ہو اسے بعض اوقات چھیننا بھی پڑتا

ہے......اور محبت تو ویسے بھی انسان کو نڈر بنا دیتی ہے پھر تو کیوں اتنا بزدل بنا ہوا ہے؟''
''میں زبردستی چیزیں حاصل کرنے کا قائل نہیں ہوں......اس لیے بزدل ہی ٹھیک ہوں میں......''
''تو جتنی مرضی بزدلوں والی باتیں کر لے، میں نے تو پہلے دن ہی مناب کو اپنی بھابی مان لیا تھا سو میں تو انہیں بھابی ہی کہوں گا۔''
اب کے اقصم خاموش رہا۔ اس کی خاموشی پر جنید نے اس کے کندھے پر تھپکی دی۔
''کن سوچوں میں گم ہے؟ یہ بتا اب کیسی طبیعت ہے تیری؟''
''ٹھیک ہوں یار......'' اقصم نے ٹیبل پر میوے کی ٹرے میں سے کاجو اٹھا کر منہ میں ڈالے۔
''ہاں وہ تو، تو نے ہونا ہی تھا......'' جنید نے مسکراتے ہوئے اقصم کو آنکھ ماری۔
''تو بڑا ذلیل ہے کبھی نہیں سدھرے گا۔'' اقصم مسکرا دیا۔
''پتا ہے یار مجھے تو کئی بار مجھے بتا چکا ہے۔'' جنید ہنسا۔
''اچھا اب مناب کے سامنے ذرا ڈیسنٹ بن کے رہنا......کیا سوچے گی وہ کہ کتنا چیپ دوست ہے اقصم کا......''
''ایکچوئلی ذلیل میں نہیں تو خود ہے...... کتنی پروا ہے تجھے مناب کی اور مجھے ایک منٹ میں چیپ بنا دیا تو نے......'' جنید نے مصنوعی خفگی سے اس کے پیٹ میں مکا مارا۔
''پروا تو مجھے واقعی اس کی بہت ہے......اور یہ تو بھی اچھی طرح سے جانتا ہے۔''
''تو پھر اسے بتا کیوں نہیں دیتا......؟ کیوں چپ کا تالا لگا رکھا ہے تو نے اپنے لبوں پر؟ اسے بتا کہ تو اس کے عشق میں مبتلا ہے۔''
''نہیں، میں نہیں بتا سکتا اسے۔''
''مگر کیوں......؟''
''وہ انگیجڈ ہے اور اپنے منگیتر سے بہت محبت کرتی ہے......چار مہینے کے بعد اس کی شادی ہے......وہ اپنی زندگی سے بہت خوش ہے، اس کے دل میں آل ریڈی کوئی مکین ہے یار......'' اقصم جھنجلایا۔
''اقصم تو ایک بزدل انسان ہے۔'' جنید کو افسوس ہوا۔
''ہاں، میں ایک بزدل انسان ہوں......مانتا ہوں میں۔''
''تو اگر اجازت دے تو میں مناب سے بات کر لیتا ہوں۔'' جنید نے آفر کی۔
''نہیں......اور پلیز اس سے کبھی یہ بات کرنا بھی مت۔''
''کیوں؟'' جنید نے استفسار کیا۔
''میں اس کیوں کی وضاحت کر چکا ہوں تجھ سے۔ اس کا دل کرائے کا مکان نہیں جس کو ایک مالک مکان کی طرح میں جب چاہے خالی کروا لوں......اس کے دل میں ولی ہے اور اسی کا بسیرا ہے مناب کے دل میں۔''
''اوئے بے وقوف آدمی......تو جگہ بنائے گا تو بنے گی ناں......تو کوشش بھی تو نہیں کرتا۔''
''بے وقوف میں نہیں تم ہو جنید......جو چیز ممکن ہی نہیں اس کے لیے میں کوشش کیسے کروں؟ میرے لیے یہی تکلیف بہت ہے کہ وہ میری نہیں ہے۔''
''تو پھر بیٹھا رہ ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر......وہ چار مہینے کے بعد شادی کروا کر امریکا چلی جائے گی......کچھ سالوں کے بعد اس کے بچے تجھے ماموں کہہ کر پکارا کریں گے اور تیرا دل جلایا کریں گے۔''
''اسٹاپ اٹ جنید، یہ سب اتنا آسان نہیں ہے جتنا تو سمجھتا ہے، وہ مجھے اپنا چھوٹا بھائی سمجھتی ہے اور میں اسے کس

منہ سے کہوں کہ میں آپ سے عشق کرتا ہوں۔"

"تو پھر تجھے اس سے عشق کرنے کو کہا کس نے تھا؟ جب تجھے پتا تھا کہ وہ تیرے لیے صرف "ونڈو میں رکھے قیمتی شو پیس" کی طرح ہے تو اسے چاہنے کی خواہش ہی تجھے نہیں کرنی چاہیے تھی۔ پھر یہ عشق جیسی بے وقوفی کیوں کی تو نے؟"

"میرے پاس تیرے کسی کیوں کا کوئی جواب نہیں ہے...... تو نے کسی سے عشق کیا ہوتا تو تجھے پتا ہوتا یہ کم بخت عشق...... جھوٹے اور سہانے سپنے دکھا کر کس طرح ایک بند گلی میں کھڑا کر دیتا ہے اور پھر یکطرفہ عشق کے تاریک جنگل نے کب اور کیسے مجھے نگل لیا، میں خود بھی نہیں جانتا...... عشق میں کوئی یوٹرن نہیں ہوتا میرے دوست...... تجھے کیسے بتاؤں میری حالت قابلِ رحم ہے...... میں ہر روز اس تاریک جنگل سے واپسی کا راستہ ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہوں اور ہر روز ایک نئے تاریک راستے پر جا نکلتا ہوں...... یکطرفہ محبت ایک عذاب ہے جسے میں ہر لمحہ اپنے دل پر جھیلتا ہوں۔" اقصم کے لہجے میں بولتا دکھ اور بے چینی جنید کو اندر تک پریشان کر گئی تھی۔

"تو میرے بھائی اسی لیے تو تجھے کہتا ہوں یہ جو تیرے دل پر منوں بوجھ پڑا ہوا ہے اسے اظہار کر کے ہلکا کر لے...... سچ پوچھ تو یار مجھ سے تیری یہ حالت نہیں دیکھی جاتی...... تو اگر اس کی منگنی کے وقت اپنے گھر والوں سے بات کر لیتا...... یا مناب سے اظہارِ محبت ہی کر لیتا تو آج صورتِ حال یہ نہ ہوتی......" جنید اس کا بیسٹ فرینڈ تھا...... وہ اچھی سن میں بھی اقصم کے ساتھ تھا...... اس لیے وہ اقصم کے دل کی تمام کہانیوں سے واقف تھا، دونوں میں انتہا کی دوستی تھی۔

"تب میرے دل میں مناب کے لیے ایسی فیلنگز نہیں تھیں۔ اور فرض کیا کہ اگر فیلنگز ہوتیں بھی تو میری اور اس کی عمر میں فرق جو تھا اسے لے کر میں گھر والوں سے کیسے بات کرتا؟ کس منہ سے کرتا......؟"

"اقصم تیری یہ بات سن کر قسم سے تجھے کوٹنے (مارنے) کو دل چاہ رہا ہے...... تو واقعی الو ہے...... اس عشق نے واقعی تیری مت ماردی ہے...... اب کیا تیری اور بھائی کی عمر کا فرق ختم ہو گیا ہے؟ کبھی کبھی تو واقعی بڑی عجیب باتیں کرتا ہے نہ سمجھ میں آنے والی بزدلوں والی باتیں...... مجھے لگتا ہے میں کسی دن پاگل ہو جاؤں گا......" اقصم نے بے بسی سے اپنا سر تھام لیا۔

"محبت انسان کی عقل ماؤف کر دیتی ہے، کہیں کا نہیں چھوڑتی۔" اس کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"ہاں...... جس طرح تیری الجھی ہوئی نہ سمجھ میں آنے والی ٹریجک لو اسٹوری ہے ناں تیرا پاگل ہو جانا ہی بنتا ہے میرے بھائی۔" جنید نے ٹانگیں ٹیبل پر پھیلاتے ہوئے اعتراف کیا...... مگر اس کے ہونٹ مسکرا رہے تھے۔ اسی اثنا میں مناب کافی لے کر لاؤنج میں آئی۔

"تھینکس...... مجھے اس کی اشد ضرورت تھی...... کیونکہ جس حساب سے آپ کے کزن نے میرا سر کھایا ہے اس حساب سے مجھے کافی کے ساتھ سر درد کی گولیاں بھی کھانی چاہئیں......" جنید نے ٹانگیں سمیٹتے ہوئے مناب کے ہاتھ سے کافی کا مگ پکڑا۔

"او کے، میں اپنے بیگ میں دیکھتی ہوں شاید میرے پاس کوئی پین کلر ہو۔" مناب اپنے بیگ کی طرف بڑھی...... تو اقصم نے مسکراتے ہوئے اسے روکا۔

"رہنے دیں، یہ بکواسی انسان خواہ مخواہ بکواس کر رہا ہے۔ اس کے سر میں بالکل بھی درد نہیں ہے...... یہ ایسے ہی مذاق کرتا رہتا ہے......" اقصم کی بات سن کر مناب مسکراتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی۔

جنید نے کافی کا سپ لیا۔

"واؤ...... زبردست......! دو سال میں پہلی بار اس احمق کے اپارٹمنٹ میں اتنی شاندار کافی پینے کو ملی ہے۔" جنید نے تعریف کی۔

''اور روزانہ جو میں تجھے کافی بنا کر پلاتا ہوں...... اس کا کوئی نام نیکی ہی نہیں؟'' اقصم نے اپنے ساتھ بیٹھے جنید کو گھورا۔
''میں تیری کافی کو کافی سمجھ کے تھوڑی پیتا ہوں۔''
''کیا مطلب......؟'' مناب نے مسکراتے ہوئے جنید کو دیکھا۔
''مناب آپ کبھی اقصم کے ہاتھ کی کافی پئیں...... قسم سے اچھے خاصے بندے کے چودہ طبق روشن ہوجاتے ہیں...... اتنی اسٹرانگ کافی بناتا ہے یہ......'' جنید کے انداز اور اس کی بات پر مناب کے ساتھ، ساتھ اقصم بھی ہنسا۔
''پھر تو میں کبھی چھوٹو کے ہاتھ کی کافی نہیں پینا چاہوں گی۔''
''میری دعا ہے اللہ آپ پر وہ وقت کبھی نہ لائے۔''
''جنید تو ایک نمبر کا جھانسو اور چیٹر ہے...... مناب کو دیکھتے ہی پارٹی بدل لی۔'' اقصم نے مصنوعی خفگی دکھائی۔
''یار مذاق کر رہا تھا۔'' جنید مسکرایا۔
''مناب ویسے اقصم آپ کی بہت تعریف کرتا ہے اور میں نے اس کی تعریف سے بڑھ کر آپ کو پایا ہے۔'' جنید اب سنجیدگی سے مناب کی تعریف کرنے لگا۔
''تھینکس...... ایکچوئیلی یہ خود بھی تعریف کے قابل ہے اگر چھوٹو میری اتنی تعریف کرتا ہے تو یہ اس کی محبت ہے، یہ اس کی ریسپیکٹ ہے جو یہ مجھے دیتا ہے۔'' مناب نے عام لہجے میں اعتراف کیا۔
''جی محبت تو یہ واقعی آپ سے بہت اور بے پناہ کرتا ہے شاید اس نے آپ سے کبھی ذکر نہیں کیا؟'' اچانک جنید نے اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کہہ دی تھی کہ اقصم کے ساتھ، ساتھ مناب نے بھی چونک کر جنید کو دیکھا تھا...... جنید کا انداز، اس کا لہجہ کچھ ایسا تھا جس نے یک دم مناب کی مسکراہٹ کو غائب کر دیا تھا۔
''کیسا ذکر......؟ میں کچھ سمجھی نہیں؟'' مناب نے جواب طلب نظروں سے جنید کو دیکھا۔ اقصم کا دل جیسے اچھل کر حلق میں آگیا تھا...... جس محبت کو اقصم عرصے سے اپنے دل میں چھپائے بیٹھا تھا اسے ایک پل میں جنید نے عیاں کر دیا تھا...... اقصم اندر ہی اندر پیچ و تاب کھانے لگا اسے جنید پر شدید غصہ آرہا تھا...... مناب کا ردِعمل کیا اور کیسا ہونے والا تھا...... اس کے بارے میں سوچ کر ہی اقصم کے دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی تھی...... اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے جنید نے اسے London bridge سے نیچے دھکا دے دیا ہو۔
اقصم نے دفعتاً جنید کے پاؤں پہ پاؤں رکھ کر دبایا۔
''بھئی آپ دونوں تو ایسے سنجیدہ ہوگئے جیسے میں نے کوئی انوکھی بات کہہ دی ہو؟''
''میرا مطلب تھا کہ اقصم آپ کی بہت عزت کرتا ہے، آپ کو بہت آئیڈیالائز کرتا ہے اور مجھے اکثر بتاتا ہے کہ ایز اے سسٹر آپ ہمیشہ اس کا بہت خیال رکھتی ہیں۔ اب دیکھیے ناں اس کے بخار کا سن کر کیسے آپ دوڑی چلی آئیں...... اور میرے دوست کی محبت دیکھیں، یہ آپ کی ایک ہی رات کی تیمارداری سے اٹھ کر بیٹھ گیا ہے۔'' جنید نے ہنستے ہوئے بات بنائی۔
''تھینکس گاڈ چھوٹو اب ٹھیک ہے...... دراصل یہ شروع سے ہی ہم سب کا لاڈلا رہا ہے...... یہ ذرا سا بھی بیمار ہو جائے تو اپنے ساتھ، ساتھ سب گھر والوں کو پریشان کر دیتا ہے۔''
''جی، اقصم مجھے بتاتا رہتا ہے۔'' جنید کافی کا مگ ٹیبل پہ رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ''اور ہاں پریشان تو یہ واقعی کر دیتا ہے چند لمحوں میں...... اینی وے، اتنی اچھی کافی پلانے کا ایک بار پھر شکریہ، اب مجھے اجازت دیں۔''
''جنید بیٹھیے ناں ڈنر کر کے جائیے گا۔'' مناب نے اسے روکا۔
''تھینکس...... قسمت میں ہوا تو پھر کبھی سہی۔ ویسے مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے...... حقیقتاً آپ سے مل کر

مجھے بہت خوشی ہوئی۔ آپ پلیز میری کسی بات کا برا مت منائیے گا...... بقول اقصم مجھے اکثر بکواس کرنے اور چیپ قسم کے مذاق کرنے کا دورہ پڑتا رہتا ہے۔''

جنید کی وضاحت پر اقصم نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی تھی جبکہ مناب کھل کے مسکرائی۔

''اٹس او کے...... آپ ایک دلچسپ نوجوان ہیں اور مجھے بھی آپ سے مل کر بہت اچھا لگا۔'' مناب نے خوش دلی سے جواب دیا۔

پھر چند لمحوں کے بعد جنید چلا گیا تھا...... اس کے جاتے ہی اقصم نے سکھ کی سانس لی تھی۔

☆☆☆

سارہ جب گھر میں داخل ہوئی تو سیما بیگم کچن میں بینگن کا بھرتا بنا رہی تھیں۔ شاکر حسین صحن میں لگے درخت تلے چارپائی بچھا کر لیٹے ہوئے تھے۔ بجلی گئی ہوئی تھی...... صحن میں رکھے پنجرے میں سارہ کے آسٹریلین طوطوں نے شور مچا رکھا تھا۔

''کیسی طبیعت ہے ابا؟'' وہ سلام کر کے ان کے پاس ہی چارپائی پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگی۔

''طبیعت کا کیا پوچھتی ہو بیٹا، نامراد شوگر اور بلڈ پریشر کا رونا کیا روؤں۔ اب تو گلو کی حرکتیں شاید مجھے زیادہ عرصہ جینے نہیں دیں گی۔''

''ابا ایسے تو مت کہیں۔'' سارہ کو دکھ ہوا۔

''میں آج تمہاری پھپو کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں شیدے نے مجھے روک لیا اور بتانے لگا کہ گلو اس سے بیس ہزار کی رقم جوئے میں ہار کر نہ جانے کہاں فرار ہو گیا ہے۔ دو دن سے تو وہ گھر بھی نہیں آیا...... اس کا فون بھی بند ہے۔ شیدا مجھ سے پیسوں کا مطالبہ کر رہا تھا...... اب بتاؤ میں بدبخت کیا کروں؟ کہاں سے لاؤں اتنی بڑی رقم......؟ ایسی اولاد سے تو بے اولاد ہونا ہی بہتر ہے۔'' ابا ان کی آنکھوں میں آنسو اور آواز میں تڑپ تھی۔

''اُف خدایا، اب اس کی کسر باقی تھی۔'' سارہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا۔

''سارہ آگئی تو......!'' سیما بیگم کچن سے نکل کر واش بیسن پہ ہاتھ دھونے لگیں۔

''جی اماں۔'' اس نے مری ہوئی آواز میں جواب دیا۔

''چل جلدی سے کپڑے بدل لے...... میں نے آٹا گوندھ دیا ہے تو توے پر روٹیاں ڈال لے...... زویا بھی آنے والی ہو گی۔'' سیما بیگم دوپٹے کے پلو سے ہاتھ صاف کرتی درخت کے نیچے بچھی چارپائی کی طرف بڑھیں۔

''جی اماں بنا دیتی ہوں مگر آپ نے گلو کے کرتوت سنے...... ابا کیا کہہ رہے ہیں؟''

''سن لیے ہیں اس خبیث کے کرتوت بھی...... اب تازی خبر بھی سن لو، تمہارا نکما بہنوئی خالد...... زارا کو چوتھے بچے کی ولادت کے لیے یہاں بھیج رہا ہے۔ میں بھلا کہاں سے اس کی تین بچیوں کا پیٹ پالوں گی...... اور پھر اس کے چوتھے بچے کی ولادت کے لیے کہاں سے اتنی رقم لاؤں؟ آج دودھ والے نے دودھ دینے سے انکار کر دیا تھا کہنے لگا کہ جب تک پچھلے مہینے کا بل ادا نہیں ہو جاتا تو وہ مزید دودھ نہیں دے گا۔'' سیما بیگم نان اسٹاپ تفصیل بتا رہی تھیں۔

''اور مالک مکان تو پہلے سے ہی ہم پہ تپا بیٹھا ہے دو چار دن کرایہ لیٹ ہو جائے تو کیسی کیسی باتیں سناتا ہے؟ مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا...... یہ تمام مسائل کیسے حل ہوں گے؟'' شاکر حسین بھی ازحد پریشان تھے۔

سارہ کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔

''اُف خدایا...... ہم پہ تو جب بھی پریشانیاں آتی ہیں اکٹھے ہی آتی ہیں، میں نے تو خالد جیسا بے غیرت شخص اس دنیا میں نہیں دیکھا۔ انہیں ہمارے حالات کا اچھی طرح سے پتا ہے پھر بھی وہ زارا بجو کو ہماری طرف بھیج رہے ہیں؟ اماں

آپ نے زارا بجو سے خود بات کرنی تھی کہ وہ خالد کو سمجھائیں اور یہ کہ وہ یہاں نہ آئیں۔" سارہ روہانسی ہوئی۔
"وہ نکما کہاں اس کی بات سنتا ہے، اس نے تو زارا کو دھمکی دے رکھی ہے کہ اس بار اگر چوتھی بیٹی پیدا ہوئی تو وہ زارا کو طلاق دے، دے گا۔"
اماں کی اطلاع پہ سارہ کے ساتھ، ساتھ شاکر حسین کا بھی پارہ ہائی ہو گیا تھا۔
"کتنا جاہل شخص ہے، یہ زارا کے بس میں تھوڑی ہے...... نوازنے والی تو اللہ کی ذات ہے، وہ جسے چاہے بیٹیوں سے نوازے اور جسے چاہے بیٹے عطا کرے...... بلکہ بیٹیاں تو والدین کی زیادہ ہمدرد ہوتی ہیں۔"
"بس ابا یہ باتیں وہ جاہل شخص کیسے سمجھ سکتا ہے۔" سارہ کی ساکت نظر اپنے آسٹریلین طوطوں کے پنجرے پر جمی ہوئی تھی...... اس کے لہجے میں افسردگی ہی افسردگی تھی۔
نہ جانے ان کے گھر کے حالات کب بدلنے تھے؟ بدلنے بھی تھے کہ نہیں...... فی الحال اسے اس اندھے کنویں سے نکلنے کا واحد راستہ صرف اسجد کی صورت میں ہی نظر آرہا تھا جس سے شادی کر کے وہ ان پریشانیوں اور مصیبتوں سے چھٹکارا پا سکتی تھی۔
دکھ حد سے بڑھ جائیں تو انسان پتھر ہو جاتا ہے، احساسات ختم ہو جاتے ہیں...... انسان خود بخود خود غرضی پر اتر آتا ہے...... شاید سارہ بھی خود غرضی کے راستے پہ پاؤں دھرنے والی تھی۔

☆☆☆

زارون اپنے بیڈروم میں تکیے کے سہارے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے گود میں لیپ ٹاپ رکھے بڑے انہماک سے مصروف تھا۔ چین سے آج کل ایک ڈیلی گیشن آیا ہوا تھا، اگلی صبح زارون کی ان سے میٹنگ طے تھی اسی کی تیاری میں وہ بزی تھا جب دھاڑ سے دروازہ کھلا تھا اور عنایہ بگڑے تیوروں کے ساتھ اس کے روم میں داخل ہوئی تھی...... وہ سیاہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس، بالوں کی پونی بنائے بڑے غصے میں دکھائی دی...... یقیناً وہ جم سے آئی تھی اور چینج کیے بغیر ہی اس کے کمرے میں آ گئی تھی۔
"زہے نصیب! آج تو میرے روم کی قسمت جاگ اٹھی ہے۔" زارون نے کی بورڈ پہ انگلیاں چلاتے ہوئے عنایہ کو مسکرا کر دیکھا۔
"بڑی مما بتا رہی ہیں کہ تم ایک مہینے کے لیے ملائشیا جا رہے ہو؟"
"ہاں جا تو رہا ہوں۔" زارون نے مسکراہٹ چھپائی۔
"اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں؟" عنایہ دونوں ہاتھ کمر پہ رکھے غصے اور بے یقینی سے بولی۔
"یار پلیز مجھ پہ اس انداز میں غصہ مت کیا کرو...... مجھے فیانسی کے بجائے اپنی بیوی لگنے لگتی ہو۔"
"میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں زارون۔"
"تو مذاق کر کون رہا ہے؟"
"ویسے مجھے بہت افسوس ہوا ہے کہ تم نے پہلی بار مجھے کچھ بتائے بغیر پلان کیا ہے۔" عنایہ افسوس اور غصے میں منہ پھلا کر صوفے پہ بیٹھ گئی۔
زارون نے لیپ ٹاپ ایک طرف رکھا اور مسکراتا ہوا اٹھ کر اس کے پاس آ گیا۔
"افسوس تمہیں میرے نہ بتانے پہ ہوا ہے یا میرے ایک مہینے کے لیے ملائشیا جانے پہ؟"
"آف کورس دونوں پہ......"
"کم آن یار، میں بزنس کے سلسلے میں جا رہا ہوں۔ سیر و تفریح کے لیے تھوڑی جا رہا ہوں۔" زارون نے اس کے

ہاتھ تھامنے چاہے..... عنایہ نے اپنے ہاتھ پیچھے کر لیے۔

''تمہیں مجھ سے ذکر تو کرنا چاہیے تھا، مجھے بتانا چاہیے تھا۔'' وہ ہنوز خفا تھی۔

''دیکھو تمہارے ایگزامز ہو رہے تھے، تمہیں اس لیے نہیں بتایا کہ میں نہیں چاہتا تھا تمہارے ایگزامز پہ کسی بھی بات کا اثر پڑے۔'' زارون نے پیار سے اسے کندھوں سے تھام کر اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

''میں تمہارے بغیر اتنے دن کیسے رہوں گی؟'' عنایہ نے دھیرے سے جیسے خود سے سوال کیا۔

''میری جان میں روز تمہیں ویڈیو کال کروں گا۔ فون پر ہر وقت ایک دوسرے سے رابطے میں رہیں گے۔'' زارون نے اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے وارفتگی سے اسے دیکھا۔

''تمہارے بغیر میرا یہ مہینہ بہت بورنگ اور بکواس گزرنے والا ہے..... آئی ڈونٹ نو اتنے سارے اداس دن کیسے گزریں گے۔'' عنایہ کی افسردگی کسی صورت کم نہیں ہو رہی تھی۔

''کم آن سویٹ ہارٹ! میں پہلی بار تھوڑی جا رہا ہوں..... پہلے بھی تو کئی بار بزنس کے سلسلے میں جاتا رہا ہوں، پتا نہیں کیوں اس بار تم کچھ زیادہ ایموشنل ہو رہی ہو؟'' زارون نے پیار سے اس کے ہاتھوں کو دبایا۔

''اس بار ایموشنل ہونا بنتا ہے میرا..... کیونکہ دو مہینے کے بعد ہماری شادی ہے ابھی اتنی ساری شاپنگ کرنی ہے ہمیں..... اور تم ہو کہ ایک مہینے کے لیے جا رہے ہو۔''

عنایہ کی سوئی ''ایک مہینے'' پر ہی اٹکی ہوئی تھی۔

''میں تمہیں بتاتا ہوں..... تم ایک مہینے میں صرف اور صرف اپنا خیال رکھنا..... ریگولر جم جانا، سیلون جانا..... اور شادی کے لیے کچھ نئے آئیڈیاز سوچنا..... میں وہاں سے تمہارے لیے بہت سی شاپنگ کروں گا اور اس طرح ایک مہینہ گزر جائے گا۔'' زارون نے مسکراتے ہوئے اسے بچوں کے انداز میں بہلایا۔

''زارون میں خود کو جتنا مرضی مصروف کرلوں جب تم میرے پاس نہیں ہوتے تو میرا دل کسی کام میں بھی نہیں لگتا ہے۔'' عنایہ نروٹھے انداز میں اس کی شرٹ کے کھلے بٹن بند کرتے ہوئے بولی۔

''اتنی محبت کرتی ہو مجھ سے؟'' زارون نے وارفتگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

''ہاں..... جیسے تمہیں تو پتا ہی نہیں کہ میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں؟'' عنایہ نے مصنوعی خفگی سے اسے گھورا۔

''جانتا ہوں مگر تمہارے منہ سے سننا اچھا لگتا ہے مجھے۔'' زارون نے اس کے گرد بازو کا حصار بناتے ہوئے اسے خود سے قریب کیا۔

''رئیلی زارون آئی لو یو سو مچ..... تم میری زندگی میں آنے والے پہلے اور آخری مرد ہو جسے میں اس دنیا میں سب سے زیادہ چاہتی ہوں۔'' عنایہ نے صدقِ دل سے اعتراف کیا جسے سن کر زارون چوہدری کا دل اندر تک سرشار ہو گیا تھا۔

☆☆☆

مناب کو اقصم کے اپارٹمنٹ میں آئے دو روز گزر چکے تھے۔

''چھوٹو اب تم بالکل ٹھیک ہو..... میں نے گرین چکن بنا کر فریج میں رکھ دیا ہے تم کھا لینا..... آئی تھنک مجھے اب واپس چلنا چاہیے۔'' مناب اپنی چیزیں بیگ میں رکھتے ہوئے بولی۔

اقصم جو صوفے پر بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا..... چونک کر مناب کو دیکھنے لگا۔

''آپ کو اتنی جلدی کیا ہے؟ شام تو ویسے بھی ہو چکی ہے، آپ رات یہیں رک جائیں، آپ کو آکسفورڈ اسٹریٹ دکھاتا ہوں..... کل صبح میں خود آپ کو لندن چھوڑ آؤں گا۔''

مناب، اقصم کی بات پہ کچھ سوچتی ہوئی صوفے پہ بیٹھ گئی۔

''کلاس تو میری دن میں ہی ہوتی ہے...... اور شام کو میں چار گھنٹے ایک اسٹور میں جاب کرتی ہوں...... فاریہ نے کیتھی (اسٹور کی مالک) کو میرے یہاں آنے کا بتا تو دیا ہو گا مگر...... مجھے کیتھی کو بتائے بغیر ایک اور چھٹی نہیں کرنی چاہیے۔''

''آپ کو جاب کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ خواہ مخواہ آپ نے جاب والی مصیبت گلے ڈال رکھی ہے۔'' اقصم برہم ہوا۔

''بھیا بھی یہی کہتے ہیں...... مگر چھوٹو شام کو میں بالکل فری ہوتی تھی، فاریہ کے جانے کے بعد اکیلی فلیٹ میں بور ہوتی تھی...... پھر چار گھنٹے کی جاب میری بوریت اور فلیٹ کا کرایہ نکالنے کے لیے کافی سود مند ثابت ہوئی۔''

''چلیں ایک دن کی چھٹی سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا...... صبح میں خود آپ کو چھوڑ آؤں گا۔''

''اوکے، میں فاریہ کو بتا دیتی ہوں کہ میں صبح آؤں گی۔'' مناب نے فاریہ کو موبائل پر میسج لکھ کر سینڈ کیا۔

''آپ تیار ہو جائیں پھر باہر چلتے ہیں۔''

''اوکے۔'' مناب اپنا ہینڈ کیری اقصم کے روم میں لے گئی اور پھر ٹھیک دس منٹ کے بعد وہ اسی جینز پر لانگ کورٹ پہنے اور لانگ شوز کے ساتھ اقصم کے سامنے کھڑی تھی۔ بلیک لانگ کوٹ پہ گلے میں burberry کا مفلر ڈالے...... کھلے بالوں پہ مفلر کی جیسے ہی بربری کی گرم ٹوپی پہنے وہ کسی انگلش موؤی کی ہیروئن لگ رہی تھی۔

اقصم نے اس سے بہ مشکل نظریں ہٹائیں۔

''ویسے آپ اس دنیا کی پہلی لڑکی ہوں گی جو تیار ہونے میں صرف دس منٹ لگاتی ہے۔'' اقصم کی بات پہ مناب مسکرائی۔

''لڑکیاں زیادہ تر میک اپ میں بہت ٹائم ویسٹ کرتی ہیں لیکن مجھے میک اپ کا شوق نہیں ہے شاید اسی لیے جلدی تیار ہو جاتی ہوں۔''

''نو ڈاؤٹ، آپ عام لڑکیوں سے بہت مختلف ہیں۔''

''ولی بھی یہی کہتا ہے مجھ سے۔'' ولی کا ذکر کرتے ہوئے مناب کے چہرے پہ ایک خوب صورت سی مسکراہٹ کھل اٹھتی تھی جسے دیکھ کر اقصم کا اس کے لیے دھڑکتا ہوا دل بجھنے لگتا تھا۔

''چلیں؟'' اقصم نے گاڑی کی چابی اور چھتری اٹھائی۔ شاید وہ مناب کے ساتھ تھوڑا سا وقت گزار کر اس وقت کو اپنی یادوں میں محفوظ کرنا چاہتا تھا۔

مناب اس کے پیچھے چلتی ہوئی پارکنگ میں پہنچی تو اقصم کی ریڈ کلر کی اسپورٹس کار وہاں موجود تھی...... مناب یہ تو جانتی تھی کہ اقصم کو اسپورٹس کارز بہت پسند تھیں مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کچھ سالوں سے ہمیشہ ریڈ کلر میں ہی گاڑی کیوں خریدتا تھا؟ یہ صرف اقصم جانتا تھا کہ مناب کا فیورٹ کلر ریڈ تھا۔

''چھوٹو تمہارے شوق شروع سے ہی خاصے ایکسپینسو رہے ہیں۔'' مناب نے اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھتے ہوئے اظہار کیا۔

''ہوں، مجھے different, special and expensive چیزیں رکھنے کا کریز ہے۔''

اقصم گاڑی پارکنگ سے نکال کر روڈ پہ لے آیا تھا۔ موسم بہت سرد ہو رہا تھا آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ فضا میں بھی خاصی خنکی تھی۔

''ایک بات پوچھوں آپ سے؟''

”آف کورس چھوٹو......“

”آپ کو ولی بھائی میں سب سے خاص بات کیا لگتی ہے؟“ پتا نہیں جو شخص اسے پسند نہیں تھا وہ اپنی پسندیدہ ترین ہستی سے اسی شخص کے بارے میں یہ سوال کیوں کر بیٹھا تھا؟

”ولی ایک بہت اچھا انسان ہے، بہت براڈ مائنڈڈ...... بہت لونگ اینڈ کیئرنگ شخص ہے، مجھے دل و جان سے چاہتا ہے اور مجھ سے وابستہ ہر رشتے کا بہت احترام کرتا ہے۔ وہ ایک کمپلیٹ پیکج ہے۔“

مناب کے منہ سے فر فر ولی کی تعریفیں سن کر اقصم کا دل بہت برا ہوا تھا مگر اس نے اپنے موڈ کو برا نہیں ہونے دیا...... اقصم نے ایک لمحے کے لیے گردن موڑ کر اپنے ساتھ بیٹھی اس خاص لڑکی کو دیکھا جسے اس نے دل کی گہرائیوں سے دل ہی دل میں چاہا تھا مگر وہ اس کی نہیں تھی اور شاید وہ اس کے لیے بنائی ہی نہیں گئی تھی۔

وہ حرفِ دعا کہاں سے لاؤں
جو تجھے میرا صرف میرا کر دے

اقصم کے دل سے اِک ہوک سی اٹھی تھی...... مگر ہمیشہ کی طرح اس نے اپنے سلگتے دل میں اٹھنے والی ٹیسوں کو بڑی خوب صورتی سے اپنے دل میں ہی چھپا لیا تھا۔ اس شام اقصم نے اسے گویا آکسفورڈ اسٹریٹ کی تمام مارکیٹیں دکھانے کا تہیہ کر رکھا تھا۔

virgin megastore سے لے کر primark next urban outfitters اور 21 forever تک اقصم، مناب کو تمام میگا اسٹورز میں لے کر گیا تھا جہاں ان دونوں نے کہیں ونڈو شاپنگ کی تھی اور کہیں دونوں نے مل کر پاکستان میں موجود فیملی ممبران کے لیے بہت ساری شاپنگ بھی کی تھی۔

”لائیں یہ بیگز مجھے دے دیں۔ آپ تھک جائیں گی۔“ اقصم نے مناب کے ہاتھوں سے شاپنگ بیگز لینے چاہے۔

”رہنے دو چھوٹو، تمہارے ہاتھوں میں بھی تو بیگز ہیں اتنے سارے کیسے اٹھاؤ گے؟“

”میں تو اٹھا ہی لوں گا مگر آپ انہیں پکڑ کر زیادہ دیر نہیں چل سکیں گی۔“

”اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔“

”ایسی ہی بات ہے کیونکہ جتنا آپ کا وزن ہے اس حساب سے آپ کو صرف دو بیگز ہی پکڑنے چاہئیں۔“ اقصم نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ سے شاپرز لے لیے۔ وہ بہت دبلی پتلی سی تھی اور اقصم اسے واچ کر چکا تھا...... اس سے اتنے ڈھیر سارے بیگز پکڑ کر چلنا دشوار ہو رہا تھا۔

”تھینکس......“

”اٹس اوکے......“ اقصم نے سارے بیگز خود پکڑ لیے تھے۔

ان دونوں کو دیکھ کر قریب سے گزرتی ایک انگریز لڑکی نے اپنے بوائے فرینڈ سے مخاطب ہو کر ان کی طرف اشارہ کیا۔

"thats very beautiful couple ,her husbend looks an ideal husband."

اقصم اس انگریز لڑکی کی رائے پر خاصا محظوظ ہوا تھا...... جبکہ مناب بری طرح سے گڑبڑائی تھی۔

دونوں چند لمحے خاموشی سے چلتے رہے پھر تھوڑی دیر کے بعد مناب نے ہی خاموشی کو توڑتے ہوئے اقصم کو مخاطب کیا۔

”چھوٹو مجھے تو سخت بھوک لگ رہی ہے۔“

''چلیں یہاں قریب ہی eat plaza ہے وہاں چلتے ہیں۔''

''ہوں ٹھیک ہے مگر میرے خیال میں پہلے یہ بیگز گاڑی میں رکھ دیے جائیں۔'' مناب نے اقصم کو مشورہ دیا۔

''اوکے ناٹ بیڈ......'' گاڑی میں بیگز رکھنے کے بعد وہ eat plaza میں موجود تھے۔

''کیا کھائیں گی آپ؟''

''چلو دیکھتے ہیں یہاں سے ہم کیا کھا سکتے ہیں؟''

''ویسے آپ کا فیورٹ chicken alaking cheeze piza تو یہاں ہوگا مگر ہم کہاں کھا سکتے ہیں؟ یہ مزے تو اپنے پاکستان میں ہی ہیں یا کسی اور مسلم ملک میں۔''

''ارے واؤ چھوٹو......میں تو سمجھی تھی یہاں گوریوں کے دیس میں آ کر تم ہم سب کو بھول جاؤ گے مگر تمہیں تو سب کچھ یاد ہے میرا فیورٹ پزا بھی......''

''آپ بچپن سے میری بیسٹ فرینڈ رہی ہیں اور دوستوں کی پسند مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے۔''

''ہاں، میں بچپن میں تمہاری بیسٹ فرینڈ ہوا کرتی تھی مگر اب نہیں ہوں۔'' مناب نے کہنی ٹیبل پر ٹکا کر چہرے کے نیچے ہاتھ رکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

''نہیں ایسا نہیں ہے......آپ آج بھی اسی طرح میری بیسٹ فرینڈ ہیں۔'' اقصم نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے اس کی بات کی نفی کی۔

''میں اگر تمہاری بیسٹ فرینڈ ہوتی تو تم مجھ سے اتنی بڑی بات ہرگز نہیں چھپاتے۔''

''کون سی بات......؟'' وہ حیران ہوا۔

''تم کسی سے محبت کرتے ہو؟ کسی کے عشق میں مبتلا ہو اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں......مجھ سے شیئر تک نہیں کیا؟''

اقصم کی سانس رک گئی......چند لمحے وہ حیرت سے اپنے سامنے بیٹھی اس لڑکی کو دیکھتا رہا......جسے اس نے چاہا تھا اور بے پناہ چاہا تھا۔

''آ......پ......آپ کو کیسے پتا چلا......؟'' اس کی زبان لڑکھڑائی۔

''جنید نے بتایا کہ تم کسی سے عشق کرتے ہو......اور وہ بھی ون سائیڈڈ......؟''

''الو کا......یہ جنید......پورے کا پورا خبیث......اسٹوپڈ......اس کی تو ایسی کی تیسی......'' اقصم اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا کر رہ گیا......اس نے دل ہی دل میں جنید کو ڈھیروں گالیوں سے نوازا۔ وہ چند لمحے کچھ بول ہی نہیں سکا تھا......مگر اب انکار کرنے کا کوئی جواز بھی نہیں بنتا تھا۔

''جی......سچ ہے یہ......'' وہ تلخی سے مسکرایا۔

''عشق کیا اور وہ بھی ون سائیڈڈ؟ کیوں چھوٹو......؟ کیا کمی ہے تم میں......ایک اسٹرانگ اور ویل فیملی بیک گراؤنڈ ہے تمہارا......ایکسٹرا آڈنری......کوالیٹیز ہیں تم میں......ایچی سن جیسے مہنگے اور بہترین کالج سے اسکالرشپ لے کر آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم بی اے کر رہے ہو تم......ان سب چیزوں کے ساتھ تم ایک بھرپور پرسنالٹی کے حامل ہو۔ ہینڈسم ہو......اور کسی بھی لڑکی کے لیے ان سب چیزوں سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے؟''

اتنے میں ویٹر ان کا آرڈر کیا ہوا جوس اور فش برگر لے آیا تھا۔ اقصم خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا۔

''میں ان تمام کوالیٹیز کے باوجود اس کی محبت نہیں پا سکتا۔'' اقصم نے بے دلی سے کانٹے اور چھری کی مدد سے برگر کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

"مگر کیوں......؟" مناب نے اس کی طرف دیکھا۔
"شاید کچھ چیزیں ہمارے لیے نہیں ہوتیں......" اقصم نے جوس کا گھونٹ بھرا۔
"کیا مطلب...... میں کچھ سمجھی نہیں؟"
"مطلب یہ کہ جس طرح میں اس کو دل و جان سے چاہتا ہوں اسی طرح وہ بھی کسی سے محبت کرتی ہے...... اسے ٹوٹ کر چاہتی ہے۔"
اقصم کے انکشاف پر مناب کو بہت دکھ ہوا۔
"معلوم نہیں چھوٹو...... کبھی، کبھی زندگی ہم کو سیدھے سادے راستے سے کسی ایسے سفر پر کیوں گامزن کر دیتی ہے جس کی کوئی منزل نہیں ہوتی۔"
اقصم نے نیپکن سے منہ صاف کیا۔
"کچھ چیزیں انسان دولت کے ڈھیر لگا کر بھی نہیں خرید سکتا...... محبت بھی انہی میں سے ایک ہے...... یہ نصیب والوں کو ملتی ہے...... یہ مفت میں عطا کی جاتی ہے مگر انمول ہوتی ہے...... ہر کسی کے مقدر میں نہیں لکھی جاتی۔" اقصم کے لہجے میں بے پناہ کرب تھا۔
مناب ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔
"میں بھیا کو دیکھ کر ہمیشہ پریشان ہوا کرتی تھی...... محبت نے ان کے ساتھ بھی بڑا ظلم کیا...... اور اب تمہیں دیکھ کر میرا دل اور بھی پریشان ہو گیا ہے۔" مناب کے انداز میں افسردگی تھی۔
اقصم نے ویٹر کو بل ادا کیا اور وہ دونوں باہر نکل آئے۔
"آپ میرے لیے پریشان مت ہوں...... یہ سب قسمت کے کھیل ہیں کچھ لوگوں کو بن مانگے ہی سب کچھ مل جاتا ہے...... اور کچھ لوگ سب کچھ لٹا کر بھی خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں۔"
اب وہ دونوں باہر نکل کر پیدل چلتے ہوئے پارکنگ کی طرف جا رہے تھے...... سردی بہت بڑھ گئی تھی۔
"محبت نے تمہیں فلاسفر بنا دیا ہے......" گاڑی میں بیٹھتے ہوئے مناب نے اظہار کیا۔ گاڑی کو پارکنگ سے نکالتے ہوئے اقصم مسکرایا۔
"محبت اچھے خاصے بندے کی مت مار کے رکھ دیتی ہے۔ پاگل، شاعر، مجنوں، دیوانہ......"
مناب مسکرائی۔

"ہاں یہ بھی سچ ہے۔"
"کہیں اور جائیں گی آپ......؟" اقصم نے گردن موڑ کر مناب سے پوچھا۔
"نہیں، موسم کے تیور ٹھیک نہیں...... ہمیں گھر چلنا چاہیے۔"
"اوکے پھر ایسا کرتے ہیں...... کافی ہاؤس چلتے ہیں۔ یہ آکسفورڈ اسٹریٹ کا سب سے پرانا اور فیمس کافی ہاؤس ہے۔ میں اکثر شام کو میوزک کلاس لے کر واپسی پہ یہاں کافی پینے آتا ہوں۔" اقصم گاڑی مین روڈ پر لے آیا تھا۔
مناب نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا...... وہ دل ہی دل میں اقصم کے لیے پریشان ہو رہی تھی۔
پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ دونوں کافی ہاؤس میں موجود تھے۔ اقصم نے کاؤنٹر پر اپنی اور مناب کی فیورٹ cappacino کافی آرڈر کی...... اب وہ گلاس وال کے پاس رکھے ٹیبل پر موجود تھے۔ گلاس وال سے باہر سڑک پر لوگوں کا رش صاف نظر آ رہا تھا۔
اقصم گلاس وال سے لوگوں کے ہجوم کو دیکھنے لگا۔ اور مناب کہنی ٹیبل پر ٹکائے اپنی ٹھوڑی کے نیچے ہتھیلی رکھے اقصم

کو دیکھنے لگی۔

''چھوٹو یہاں زندگی کتنی فاسٹ ہے، کتنی ہنگامہ خیز ہے، بھاگتی دوڑتی ہوئی زندگی...... نہ سمجھ میں آنے والی زندگی...... چند لمحے بھی ایک دوسرے کے لیے نکالنا کتنا مشکل ہے یہاں......''

''ہاں یہ تو ہے......'' اقصم نے تائید کی۔''ہمارے ملک میں بے شمار مسائل سہی مگر زندگی گزارنے کا مزہ تو اپنوں کے ساتھ اپنے ملک میں ہی ہے...... مجھے دو سال ہو گئے ہیں یہاں...... وقت ایسے تیزی سے گزرا کہ نہ دن کا پتا چلا نہ رات کا......''

''اتنی ہنگامہ خیز زندگی میں محبت کیسے کر لی تم نے؟'' اس کے مسکراتے چہرے نے اقصم سے سوال کیا تو وہ بھی مسکرا دیا۔

ویٹر کافی لے کر آ گیا تھا۔

''آپ نے تو لٹریچر پڑھا ہے آپ تو اسکرپٹ لکھتی ہیں...... اچھی طرح سے جانتی ہوں گی کہ محبت اور موت دونوں ہی بن بلائے مہمان کی طرح ہوتی ہیں کب کہاں اور کیسے ان سے ٹاکرا ہو جائے کوئی نہیں جانتا......''

''ہاں یہ تو ہے......'' مناب نے اس کا فلسفہ سنتے ہوئے کافی کا سپ لیا۔

''اینی ویز...... آج سارے سوال آپ مجھ سے ہی کریں گی یا اپنے بارے میں بھی کچھ بتائیں گی؟'' اقصم نے کافی پیتے ہوئے اپنے مقابل بیٹھی مناب سے پوچھا۔

''مثلاً کیا بتاؤں تمہیں؟'' مناب مسکرائی۔

''مثلاً یہ کہ آج کل کیا کر رہی ہیں، کسی نئے اسکرپٹ پر کام کر رہی ہیں؟ یا صرف ولی بھائی سے چیٹنگ...... میں ٹائم گزر رہا ہے؟'' اس کے سوال پہ مناب ہنسی۔

''نہیں ایسا نہیں کہ میں اور ولی ہر وقت ہی فارغ ہوں...... اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا...... ہاں لکھ ضرور رہی ہوں مگر زیادہ نہیں...... یہاں کی ہنگامہ خیز لائف میں کچھ تخلیق ہو بھی نہیں سکتا۔'' مناب نے وضاحت کی...... اس کے بعد دونوں اِدھر اُدھر کی ہلکی پھلکی گپ شپ کرنے لگے...... اب بارش شروع ہو گئی تھی...... بہت سے لوگوں نے چھتریاں نکال لی تھیں اور کچھ لوگ بھاگتے ہوئے پارکنگ کی طرف جا رہے تھے...... مناب اور اقصم بھی کافی ختم کر چکے تھے۔

اقصم نے بل ادا کیا...... اور وہ دونوں باہر نکل آئے...... اقصم نے چھتری کھول لی تھی۔ مناب دھیرے سے اسے بتانے لگی۔

''بہت ساری چیزوں میں ولی کے ساتھ میری کیمسٹری میچ نہیں ہوتی...... مجھے بارش بہت پسند ہے مگر ولی کو یہ رحمت ہمیشہ زحمت لگتی ہے۔ مجھے پزا پسند ہے جبکہ اسے پزا بالکل بھی پسند نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ اس میں بہت کیلوریز ہوتی ہیں...... مجھے کافی میں cappacino فلیور پسند ہے جبکہ اسے بلیک کافی پسند ہے۔ شادی کے بعد میں پاکستان میں ہی رہنا چاہتی ہوں جبکہ ولی کہتا ہے شادی کے چند مہینوں کے بعد امریکا موو کر جائیں گے۔ میں چاہتی ہوں وہ اسپیشلائزیشن کے بعد اپنے ملک میں رہتے ہوئے وہاں کام کرے...... جبکہ ولی یہ کہتا ہے کہ پاکستان میں کسی بھی ہائی کوالیفائڈ شخص کے لیے کوئی اسکوپ نہیں ہے۔ کوئی فیوچر نہیں ہے۔'' مناب اپنی ہی دُھن میں اقصم کو ولی کی باتیں بتاتی ہوئی ہنسنے لگی تھی اچانک مناب کی نظر اپنے ساتھ ساتھ چلتے اقصم پر پڑی...... اور وہ چلا پڑی۔

''are you mad?'' اقصم نے چھتری مناب کے اوپر تان رکھی تھی اور خود وہ بارش میں بھیگ رہا تھا۔

''چھوٹو پاگل ہو تم؟'' مناب نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا...... اور اسے چھتری کے نیچے آنے کو کہا۔

''ایک پاگل لڑکی کی پاگل محبت نے تمہیں پاگل بنا دیا ہے۔ ابھی دو دن پہلے تمہیں شدید ٹمپریچر تھا...... اور تم مجھے

کو دیکھنے لگی۔
"چھوٹو یہاں زندگی کتنی فاسٹ ہے، کتنی ہنگامہ خیز ہے، بھاگتی دوڑتی ہوئی زندگی...... نہ سمجھ میں آنے والی زندگی...... چند لمحے بھی ایک دوسرے کے لیے نکالنا کتنا مشکل ہے یہاں......"
"ہاں یہ تو ہے......" اقصم نے تائید کی۔ "ہمارے ملک میں بے شمار مسائل سہی مگر زندگی گزارنے کا مزہ تو اپنوں کے ساتھ اپنے ملک میں ہی ہے...... مجھے دو سال ہو گئے ہیں یہاں...... وقت ایسے تیزی سے گزرا کہ نہ دن کا پتا چلا نہ رات کا......"
"اتنی ہنگامہ خیز زندگی میں محبت کیسے کرلی تم نے؟" اس کے مسکراتے چہرے نے اقصم سے سوال کیا تو وہ بھی مسکرا دیا۔
ویٹر کافی لے کر آ گیا تھا۔
"آپ نے تو لٹریچر پڑھا ہے آپ تو اسکرپٹ لکھتی ہیں...... اچھی طرح سے جانتی ہوں گی کہ محبت اور موت دونوں ہی بن بلائے مہمان کی طرح ہوتی ہیں کب کہاں اور کیسے ان سے ٹاکرا ہو جائے کوئی نہیں جانتا......"
"ہاں یہ تو ہے......" مناب نے اس کا فلسفہ سنتے ہوئے کافی کا سپ لیا۔
"اینی ویز...... آج سارے سوال آپ مجھ سے ہی کریں گی یا اپنے بارے میں بھی کچھ بتائیں گی؟" اقصم نے کافی پیتے ہوئے اپنے مقابل بیٹھی مناب سے پوچھا۔
"مثلاً کیا بتاؤں تمہیں؟" مناب مسکرائی۔
"مثلاً یہ کہ آج کل کیا کر رہی ہیں، کسی نئے اسکرپٹ پر کام کر رہی ہیں؟ یا صرف ولی بھائی سے چیٹنگ میں ٹائم گزر رہا ہے؟" اس کے سوال پہ مناب ہنسی۔
"نہیں ایسا نہیں کہ میں اور ولی ہر وقت ہی فارغ ہوں...... اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا...... ہاں لکھ ضرور رہی ہوں مگر زیادہ نہیں...... یہاں کی ہنگامہ خیز لائف میں کچھ تخلیق ہو بھی نہیں سکتا۔" مناب نے وضاحت کی...... اس کے بعد دونوں اِدھر اُدھر کی، ہلکی پھلکی گپ شپ کرنے لگے۔ اب بارش شروع ہو گئی تھی...... بہت سے لوگوں نے چھتریاں نکال لی تھیں اور کچھ لوگ بھاگتے ہوئے پارکنگ کی طرف جا رہے تھے...... مناب اور اقصم بھی کافی ختم کر چکے تھے۔
اقصم نے بل ادا کیا...... اور وہ دونوں باہر نکل آئے...... اقصم نے چھتری کھول لی تھی۔ مناب دھیرے سے اسے بتانے لگی۔
"بہت ساری چیزوں میں ولی کے ساتھ میری کیمسٹری میچ نہیں ہوتی...... مجھے بارش بہت پسند ہے مگر ولی کو یہ رحمت ہمیشہ زحمت لگتی ہے۔ مجھے پزا پسند ہے جبکہ اسے پزا بالکل بھی پسند نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ اس میں بہت کیلوریز ہوتی ہیں...... مجھے کافی میں cappacino فلیور پسند ہے جبکہ اسے بلیک کافی پسند ہے۔ شادی کے بعد میں پاکستان میں ہی رہنا چاہتی ہوں جبکہ ولی کہتا ہے شادی کے چند مہینوں کے بعد امریکا موو کر جائیں گے۔ میں چاہتی ہوں وہ اسپشلائزیشن کے بعد اپنے ملک میں رہتے ہوئے وہاں کام کرے...... جبکہ ولی یہ کہتا ہے کہ پاکستان میں کسی بھی ہائی کوالیفائڈ شخص کے لیے کوئی اسکوپ نہیں ہے۔ کوئی فیوچر نہیں ہے۔" مناب اپنی ہی دُھن میں اقصم کو ولی کی باتیں بتاتی ہوئی ہنسنے لگی تھی اچانک مناب کی نظر اپنے ساتھ، ساتھ چلتے اقصم پر پڑی...... اور وہ چلا پڑی۔
"are you mad?" اقصم نے چھتری مناب کے اوپر تان رکھی تھی اور خود وہ بارش میں بھیگ رہا تھا۔
"چھوٹو پاگل ہو تم؟" مناب نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا...... اور اسے چھتری کے نیچے آنے کو کہا۔
"ایک پاگل لڑکی کی پاگل محبت نے تمہیں پاگل بنا دیا ہے۔ ابھی دو دن پہلے تمہیں شدید ٹمپریچر تھا...... اور تم مجھے

بارش سے بچاتے، بچاتے خود بھیگ رہے ہو؟'' مناب اسے بری طرح ڈانٹ رہی تھی اور وہ خاموشی سے اس کی ڈانٹ سن رہا تھا۔ اب وہ دونوں ایک چھتری کے نیچے ایک ساتھ ایک دوسرے کے بالکل ساتھ، ساتھ چل رہے تھے۔

اقصم کا جی چاہا کہ کاش وہ کسی ڈراما رائٹر کی طرح اس حسین منظر کو ہمیشہ کے لیے فریز کر کے یہیں اس کہانی کو دی اینڈ قرار دے کر ختم کر سکتا..... مگر ایسا نہیں ہو سکتا تھا..... اوپر بیٹھے پروردگار نے اس کہانی کو اور آگے بڑھانا تھا..... کئی موڑ کئی کلائمکس ان کے منتظر تھے۔

☆☆☆

ڈاکٹر عمر جیسے بورنگ شخص کے ساتھ صبح گیارہ بجے سے لے کر دن تین بجے تک ڈیوٹی دیتے ہوئے ایشال کے چودہ طبق روشن ہو چکے تھے۔ ڈاکٹر عمر قائد اعظم کے قول کے مطابق کام، کام اور صرف کام پہ صحیح معنوں میں عمل پیرا تھے..... اپنے پیشے سے عبادت کی حد تک مخلص..... پانچ گھنٹے میں انہوں نے نہ جانے کتنے ہی مریض بچوں کو چیک کیا تھا..... ایشال ان کے ساتھ بیٹھی تھی، ہر بچے کا وہ بڑے پیار سے چیک اپ کرتے اور دورانِ چیک اپ وہ ایشال کو ہدایات بھی دیتے جاتے..... اور وہ یس سر کی گردان کرتے اثبات میں سر ہلاتی جاتی۔

ابھی ڈاکٹر عمر نے ٹی بریک لی تھی..... اور اپنے روم سے ملحق چھوٹے سے روم میں چلے گئے تھے۔ یہ ایک ویل سیٹ روم تھا۔ جس کے ساتھ اٹیچڈ باتھ تھا۔ کمرے کے اندر ایک سائڈ پر کیبنٹ اور شیلف لگی ہوئی تھی جس پر الیکٹرک کیٹل رکھی تھی جبکہ کیبنٹ کے اندر مگ، گلاس، خشک دودھ کے ڈبے..... ٹی بیگز..... شوگر..... کافی کے ٹن..... بسکٹ کے پیک اور شیلف پر مائیکرو اوون بھی رکھا تھا..... اسی روم میں ایک طرف روم ریفریجریٹر بھی رکھا تھا۔ جس میں منرل واٹر، انرجی ڈرنکس..... اور جوسز وغیرہ رکھے تھے..... دوسری سائڈ پر ایک صوفہ..... ٹیبل اور ایزی چیئر رکھی تھی..... اس روم میں ڈاکٹر عمر کی ضرورت کی تقریباً ہر چیز موجود تھی..... اس کمرے کا مکمل جائزہ ایشال نے صبح آتے ہی لے لیا تھا۔

فی الحال وہ ڈاکٹر عمر کے آفس میں بیٹھی تھی جہاں وہ مریضوں کو چیک کیا کرتے تھے..... وہ ڈاکٹر کی چیئر پر بیٹھی عنایہ سے میسج کے ذریعے بات کر رہی تھی۔ صبح سے دو بار نور بیگم نے فون کر کے اس کا حال پوچھا تھا۔

داؤد چوہدری کی تھوڑی دیر پہلے ہی کال بند ہوئی تھی..... اور اب اس کے موبائل پہ علینہ کی کال آرہی تھی..... بھی کو ایشال کی فکر تھی کہ کہیں وہ ڈاکٹر عمر کی موجودگی میں کوئی الٹی سیدھی حرکت نہ کر بیٹھے۔

''ہیلو ایشو کیسی ہو یار؟'' ایشال کے کال پک کرتے ہی علینہ نے عجلت میں اس کی خیریت دریافت کی۔

''صبح سے سب فون کر کے یہی پوچھ رہے ہیں..... کم از کم تمہیں تو مجھ سے یہ سوال نہیں پوچھنا چاہیے تھا..... کیسی ہو سکتی ہوں یار..... ڈاکٹر عمر جیسے ہٹلر نما ڈاکٹر کے ساتھ ڈیوٹی کرتے ہوئے قسم سے اتنے بور انسان ہیں کہ کیا بتاؤں..... مجال ہے جو پانچ گھنٹے میں ایک بار بھی موصوف مسکرائے ہوں..... ان کے ساتھ خواہ مخواہ مجھے بھی چہرے پہ سنجیدگی طاری کرنی پڑی۔ نہ جانے بڑے پاپا نے مجھے یہاں بھیج کر کس چیز کا بدلہ لیا ہے مجھ سے۔'' ایشال کا موڈ ہنوز خراب تھا۔

''بائی داوے تمہارے یہ عمر بھائی اتنے کھڑوس، اتنے سڑو، اتنے بورنگ کیوں ہیں؟ تمہاری فیملی تو بہت خوش مزاج سی ہے..... یہ موصوف کس پر چلے گئے ہیں؟'' علینہ نے دریافت کیا۔

''سنا ہے انہیں اسٹوڈنٹ لائف میں کسی لڑکی سے محبت ہو گئی تھی۔ اس لڑکی نے انہیں چیٹ کیا اور کہیں اور شادی کر لی..... تب سے یہ ہلاکو خان ٹائپ ہو گئے ہیں۔'' ایشال نے اکتائے انداز میں علینہ کو بتایا۔

''چچ، چچ، چچ ویری سیڈ۔'' علینہ نے افسوس کا اظہار کیا۔

''تمہیں ان پر افسوس کرنے کے بجائے مجھ پر افسوس کرنا چاہیے۔ صبح سے ایک بار بھی عمر بھائی نے مجھ سے کھانے کا نہیں پوچھا۔ بھوک سے میرے سر میں درد اور پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔ مجھے اپنے آفس میں بیٹھا کر خود

دماغ کی غذا...... مچھلی اور اناج

ریسرچ سے ثابت ہوا ہے کہ سخت دماغی کام کے دوران میٹھی اور مرغن غذا کی طلب بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ دماغ کو فوری توانائی درکار ہوتی ہے جو ہلکی مٹھاس، والے سیب یا ایک ٹکڑا چاکلیٹ سے میسر نہیں ہوتی، بلکہ اس کے لیے زیادہ میٹھی اشیا کھائی جاتی ہیں۔ دراصل شکر تھکن پیدا کرنے والے ہارمونز کے اثر کا توڑ ہوتی ہے اسی لیے بہت میٹھی اشیا کھانے کو دل چاہتا ہے لیکن آخر کار یہ اشیاء صحت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔

اس سلسلے میں ویانا (آسٹریا) کی ماہر غذائیت انگرڈ کیفر بتاتی ہیں کہ توانائی کے لیے ہمیشہ مرکب نشاستے دار اشیاء استعمال کرنی چاہئیں۔ کیونکہ یہ نظام ہضم میں پہنچ کر بتدریج جسم کو توانائی فراہم کرتی ہیں۔ اس طرح خون میں شکر کی سطح زیادہ مستحکم اور برقرار رہتی ہے۔ اس کے نتیجے میں دماغ تھکن سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی توجہ مرتکز کرنے کی صلاحیت کم زور نہیں ہوتی اور اس طرح جسم بھی آسودہ رہتا ہے۔ مرکب نشاستے بنیادی طور پر ثابت اناج، جئی (اوٹس) آلو، دالوں، پھلیوں پھلوں اور سبزیوں میں موجود ہوتے ہیں۔ ہمیں مغزیات، پستہ، بادام، اخروٹ، تل اور السی وغیرہ کے علاوہ مونگ پھلی سے بھی مل سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ مچھلیاں بھی ان کا اہم ذریعہ ہوتی ہیں۔ خاص طور پر زیادہ چکنائی والی مچھلیاں تحمیض زابات سے بھری ہوتی ہیں۔ سرد پانی کی مچھلیاں مثلاً ہیرنگ، میکرل، ٹیونا، مہاشیر اور سامن خاص طور پر ان کا اہم ذریعہ ہیں۔ ان کی وجہ سے دماغ آکسیجن کے مضر اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ اس طرح اعصاب اور خون کی رگیں نقصان سے بچی رہتی ہیں۔ ان کی قلت یا کمی کی صورت میں اعصابیت یعنی عصبی توانائی کی کمی سے چڑچڑاپن، تھکن اور ہمت کی کمی طاری رہتی ہے۔ اسٹرابیریز، سنتروں، کینو اور مالٹوں کے مقابلے میں زیادہ حیاتین ج فراہم کرتی ہیں۔ مضبوط اعصاب اور دماغ کی تقویت کے لیے (vitamin B complex) سے تعلق رکھنے والی حیاتین بھی بہت مفید اور موثر ثابت ہوتی ہیں۔

از: ممتاز خانم، کراچی

دوسرے روم میں آرام فرما رہے ہیں...... ان سے اتنا نہیں ہوا کہ مجھے ایک انرجی ڈرنک ہی پلا دیں۔" وہ فون پر علینہ سے دل کھول کر اپنی بھڑاس نکال رہی تھی معاً دروازے پہ ہونے والی ہلکی سی دستک نے اسے چونکا دیا تھا۔

"یس...... کم ان۔" ایشال موبائل کان سے ہٹا کر بولی تو دیکھا ڈاکٹر عمر کا ڈرائیور ہاتھ میں ایک فوڈ چین کے بیگز پکڑے اندر داخل ہوا۔

"میڈم یہ سر نے آپ کے لیے منگوائے تھے۔"

ایشال نے حیرت سے وہ بیگز اس کے ہاتھ سے لے کر میز پر رکھ دیے۔

"عمر بھائی نے میرے لیے لنچ منگوایا ہے......" اس نے مری ہوئی شرمندہ سی آواز میں علینہ کو بتایا۔

"شرم کرو...... ابھی تھوڑی دیر پہلے تم کیسے ان کی برائیاں کر رہی تھیں۔ کیسے انہیں ڈاکٹر عمر کہہ رہی تھیں اور اب...... سپر ڈیل...... پکڑتے ہی وہ عمر بھائی ہو گئے؟" علینہ نے اسے شرم دلائی۔

"بکو نہیں...... اب اتنے بھی اچھے نہیں ہیں عمر بھائی...... یقیناً دادو نے کال کر کے ان سے میرے لنچ کے بارے میں پوچھا ہوگا...... ایشو نے کھانا کھایا کہ نہیں۔"

"ہاں، تمہیں بھوک بھی تو بہت لگتی ہے۔" علینہ ہنسی۔

"اچھا اب زیادہ بکواس نہیں کرو، میرا لنچ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ میں فون بند کر رہی ہوں...... رات کو بات ہوگی۔"

ایشال نے علینہ کو خدا حافظ کہا اور فون رکھ کر شاپرز کی طرف بڑھی اور انہیں کھول کر دیکھا۔ ایک میں زنگر برگر، فرنچ فرائز اور دوسرے میں چکن نگٹس تھے ساتھ میں ٹن پیک اور جوس بھی تھے...... اس کی بھوک چمک اٹھی تھی۔ برگر کھانے کے بعد اس نے چند نگٹس کھائے...... ابھی وہ ان چیزوں کے مزے لے ہی رہی تھی جب ڈاکٹر عمر ہاتھ میں پین کلر اور پانی کا گلاس پکڑے روم میں داخل ہوئے۔

ایشال سنبھل کر ان کی چیئر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔
"لنچ کے لیے تھینکس......" وہ دھیرے سے بولی۔
"نہیں تھینکس کی ضرورت نہیں...... غلطی میری ہی ہے، میں نے تم سے لنچ کا نہیں پوچھا ایکچوئیلی مجھے بہت کم بھوک لگتی ہے مگر میں یہ بھول گیا تھا کہ تمہیں بہت بھوک لگتی ہے، اینی وے...... اگر ان سے گزارہ نہیں ہوا تو چلو میں تمہیں کہیں اور لنچ کروا دیتا ہوں۔" ڈاکٹر عمر چہرے پہ سنجیدگی سجائے اس سے پوچھ رہے تھے۔
"نن نہیں...... تھینکس یہ سب بہت ہے......" ایشال نظریں چرا گئی۔
"اور یہ سر درد کی ٹیبلیٹس ہیں تمہارے سر میں درد تھا کھا لینا...... اور ہاں تمہارے لنچ کے لیے مجھے نانو نے فون نہیں

کیا تھا۔"
ایشال مزید سر جھکا گئی...... یقیناً اس کی ساری گفتگو ڈاکٹر عمر سن چکے تھے۔
"میں چار گھنٹے کی بریک لیتا ہوں اور اس وقت گھر چلا جاتا ہوں...... پھر مغرب پڑھ کر یہاں آتا ہوں...... اور رات گیارہ بجے اسپتال سے واپس گھر جاتا ہوں...... میرے خیال میں تمہارے لیے صبح کی شفٹ بہتر رہے گی۔"
"جج...... جی......" وہ نظریں جھکائے، جھکائے منمنائی۔
"گو کہ وہ پانچ گھنٹے بھی تمہارے لیے ایک ہٹلر نما ہلاکو خاں ٹائپ شخص کے ساتھ گزارنا بہت مشکل ہوں گے مگر کیا، کیا جائے مجبوری ہے تمہاری بھی اور میری بھی۔"
ایشال کا جی چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔
"میں ذرا ایمرجنسی وارڈ کا راؤنڈ لگا کر ابھی آتا ہوں گھر کے لیے پھر اکٹھے نکلتے ہیں، تمہیں اگر چائے یا اور ڈرنک وغیرہ پینی ہو تو سٹنگ روم میں جا کر سب کچھ لے سکتی ہو وہاں ریلیکس بھی کر سکتی ہو، ان سب چیزوں کے لیے مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔"
ڈاکٹر عمر اس پہ اچٹتی سی نظر ڈال کر کمرے سے نکل گئے تھے...... اور وہ کتنی ہی دیر شاکڈ سی وہاں کھڑی رہی۔ ایک عجیب سی شرمندگی تھی جو ایشال کو سر نہیں اٹھانے دے رہی تھی، وہ علینہ سے اپنی ہی دُھن میں ان کے بارے میں نہ جانے کیا، کیا بکواس کرتی رہی تھی جو کمرے سے ملحق سٹنگ روم میں اس کی باتیں سنتے رہے تھے۔ ڈاکٹر عمر ایمرجنسی وارڈ کا راؤنڈ لگا کر واپس آ گئے تھے پھر وہ دونوں اسپتال سے اکٹھے ہی گھر کے لیے نکلے...... وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ ڈاکٹر عمر سے فاصلے پر بیٹھی تمام راستے...... کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی۔ باوردی ڈرائیور بڑی مہارت سے گاڑی چلا رہا تھا۔
گاڑی ڈیفنس ایریا میں داخل ہو چکی تھی۔ نور منزل ڈاکٹر عمر کے راستے میں پڑتی تھی لہٰذا گاڑی اب وسیع و عریض اور عالیشان بنگلے کے سامنے رک گئی تھی۔
"سس...... سوری عمر بھائی......"
"کس بات کے لیے؟" وہ جان بوجھ کر انجان بنے۔
"میں نے علینہ سے فون پہ آپ کے بارے میں غلط باتیں کہیں۔" ایشال شرمندگی سے سر جھکائے معذرت کرنے لگی۔
"دل سے نکلنے والی باتیں کبھی غلط نہیں ہوتیں۔ خیر میں نے برا نہیں منایا۔ اب تم جاؤ...... نانو تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی۔ آفٹر آل ان کی لاڈلی پوتی ہو تم۔" ڈاکٹر عمر دھیرے سے مسکرا دیے۔
ایشال ریلیکس ہو کر گاڑی سے نکلی اور گیٹ کی طرف بڑھ گئی جہاں ایک چاق و چوبند گن مین ایستادہ تھا۔
(جاری ہے)